ISSN: 2519-6332 (Print) ❄ ISSN: 2708-1915 (Online)

ڈاکٹر عبد الستار ملک ❁

اردو رسم الخط پر اعتراضات: تجزیاتی مطالعہ

Objections on Urdu Script: Analytical Study

By *Dr. Abdus Sattar, Lecturer, Department of Urdu, Allama Iqbal Open University, Islamabad.*

Abstracts

The Urdu script is Perso-Arabic script in its nature. In which experts have modified and added according to their needs and sounds. Various objections were raised from time to time. To which the linguists kept giving answers. Although Urdu script borrowed its word structure and spelling method from Arabic and Persian. It is a matter of strange coincidence that the Arabic and Persian scripts do not meet such criticisms and objections. This article aims to examine some of these objections and see how realistic they were. This article critically examines some of these objections and seeks to address them. It is intended to critically examine some such objections to see how realistic those objections were.

Keywords: Objections to Urdu script, technical and structural structure of Urdu letters, syntactic problems of Urdu script, objections to omissions in Urdu.

حروف کی فنّی و تشکیلی ساخت

اُردو حروف کی موجودہ فنی اور تشکیلی ساخت تحریر وطباعت دونوں میں مسائل پیدا کرتی ہے۔ اس لیے حروف کی

❁ لیکچرر، شعبۂ اردو، علامہ اقبال اوپن یونی ورسٹی، اسلام آباد

ISSN: 2519-6332 (Print) ❄ ISSN: 2708-1915 (Online)

فنی اور تشکیلی ساخت میں ترمیم کی ضرورت ہے۔ چناںچہ چند ماہرین نے اُردو حروف کی موجودہ ساخت میں ترمیم واصلاح کی سفارشات پیش کی ہیں۔ ڈاکٹر ابو اللیث صدیقی لکھتے ہیں:

اگر ہم اِس تبدیلی کے لیے تیار ہوں کہ ہمارا املا ہمارے تلفظ کے مطابق ہو گا اور ہم وہی لکھیں گے جو ہم بولتے ہیں تو ہمارا املا زیادہ سائنٹفک ہو سکتا ہے

اس طرح ہم حروف کی تعداد اور جوڑوں میں کتنی کمی کر سکتے ہیں اس کا اندازہ یہ ہے:

ت/ط	ت	ط	ط	۱
ث/س/ص	س	ث،ص	ث ث ص ص	۴
ح/ہ	ہ	ح	ہح	۲
ض/ز/د	ز/د	ض	ضض	۲
ز/ذ/ض/ظ	ز	ذظ	ذظ	۲
ع/ا	ا	ع	ءع	۲

اگر ہم حروف تہجی میں سے ط ث ص ح ض ذ ظ ع کو خارج کر دیں تو ۸ حروف تہجی اور ان میں سے پانچ کے ایک ایک فاضل جوڑ یعنی ۵ مکسور شکلیں نکال سکتے ہیں اور حروف کے ۲۴ جوڑوں میں ۱۳ جوڑوں کی کمی ہو سکتی ہے جو کم از کم ۲۰ فی صدی بچت ہے...ایک اور اہم مسئلہ حرفوں کے جوڑوں کی تعداد کا ہے۔ اس سلسلہ میں بعض بنیادی مسائل یہ ہیں:

۱۔ اُردو کے تمام حروف کے دو حصے ہیں۔ ایک تمیزی ہے اور دوسرا اضافی مثلاً ب ب پ پ ت ت ٹ ٹ ث ث فف کک ک گگ۔ اس سلسلہ میں ابتدائی سرا بنیادی شکل ہے لیکن ان میں امتیاز صرف نقطوں یا 'ط' سے ہوتا ہے اور بب میں بھی امتیاز صرف /ب/ سے ہوتا ہے۔ آخری حصہ اس سلسلہ کے تمام حروف میں یکساں ہے۔ اس طرح ابتدائی حِصّے تمیزی اور اہم ہیں یہی صورت باقی سلسلوں کی ہے:...ج چ ح خ ج چ ح خ/ع غ ع غ/س ش ص ض ل ن س، ش، ص، ض ق، ل، ن/ی یے ی۔

اگر اضافی حصوں کو نکال دیا جائے تو حروف کے امتیاز میں کوئی دقت نہیں ہو گی۔

ISSN: 2519-6332 (Print) ❄ ISSN: 2708-1915 (Online)

کیوں کہ ہم آج بھی حرفوں کو ان کی مکسور شکل میں بآسانی سمجھ لیتے ہیں... یہ ۲۳ حروف ایسے ہیں جن کی رائج املا میں دو شکلیں ہیں۔ ایک مکسور اور ایک مکمل...

اگر ہم تحریر اور ٹائپ کی الگ الگ روش اختیار کر لیں تو اصولاً یہ ہو سکتا ہے کہ موجودہ روش صِرف تحریر میں استعمال ہو اور ٹائپ یا چھاپہ میں صرف امتیازی شکلیں استعمال کی جائیں... اگر اس بنیادی اصول کو تسلیم کر لیں تو ہمیں ہر حرف کے لیے صرف ایک شکل درکار ہو گی... یہ ۳۸ شکلیں ہوتی ہیں گویا ۶۴ کی جگہ صرف ۳۸ حروف تہجی کے جوڑ درکار ہوں گے۔ (۱)

پروفیسر سید محمد سلیم نے حروف کی ترکیبی شکلوں کے اعتبار سے اُن کی درجہ بندی کی ہے اور انھیں صوری انداز میں تشکیل دینے کی کوشش کی ہے۔ اِس حالت میں اُن کو ن ی ل اور ق کی شکلوں میں تبدیلی کر کے یوں لکھتے ہیں: ''اِن تغیرات کو اختیار کر لینے کے بعد حروف کی ترتیب اس طرح ہو جائے گی۔ ا ط ظ ب پ ت ث ٹ ف، (ے) ک گ، د ڈ ز و، ر ز ژ ڑ، ج چ ح خ، س ش ص ض، م ہ ھ ء ی۔''(۲)

ڈاکٹر ابو محمد سحر اِس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

یہ تجویز صوری ترتیب کو اس کے منطقی نتیجے تک پہنچانے اور عملی پہلوؤں کو نظر انداز کر دینے کا نمونہ ہے۔ اس میں موجودہ ترتیب کے حروف کا باہمی صوتی آہنگ بالکل ختم ہو گیا ہے۔ اس کا روانی سے پڑھنا اور یاد رکھنا دونوں بہت مشکل ہے۔ ن، ق اور ل کی ترمیم شدہ شکلیں بھی غیر واضح ہو گئی ہیں۔ جس کی وجہ سے بعض حالتوں میں دوسرے حروف سے التباس یقینی ہے۔ (۳)

ڈاکٹر مرزا خلیل بیگ کے خیال میں:

معیار بندی کے اس عمل کے بعد اُردو رسم خط میں جو تبدیلیاں رونما ہوں گی وہ حسبِ ذیل ہیں۔ یہ بات دلچسپ ہے کہ عربی فارسی کے ہم صوت حروف مثلاً ث، ح، ذ، ص، ض، ط، ظ، ع وغیرہ کو نہیں چھیڑا گیا ہے۔ معیار بندی کے نتیجے میں جو تبدیلیاں وجود میں آئی ہیں وہ صرف حروف کی تحریری شکلوں سے متعلق ہیں جن کا جواز خود اس رسمِ

ISSN: 2519-6332 (Print) ❄ ISSN: 2708-1915 (Online)

خط میں موجود ہے:

۱۔ ن، ی، ق اور ل کی جگہ علی الترتیب چار حروف ن ب ق اور ل کا اضافہ۔

۲۔ ب ف اور ک گروپ کے حروف کی نئی صورتی ترتیب۔

ب ب پ ن ت ث ٹ

ف ق

ک گ

۳۔ ع گروپ کے حروف کی دو ترکیبی شکلوں ء اور ح کا انحذاف۔

۴۔ ک اور گ کی ترکیبی شکلوں کا اور گا کا انحذاف۔

۵۔ ک گ اور ل (مجوزہ تحریری شکل ل) کی ایک گروپ میں شمولیت۔

۶۔ ل (مجوزہ ترکیبی شکل ل) اور ک گروپ کے حروف کی صرف ایک اساسی ترکیبی شکل کی تشکیل۔

۷۔ اعراب وعلامات کا مصوتی، مصمتی اور غُنّائی خصوصیات کے لیے جداگانہ استعمال۔(۴)

ڈاکٹر مرزا خلیل احمد بیگ نے اپنی تصنیف "لسانی تناظر" میں اُردو رسم خط کی معیار بندی کی ضرورت کے عنوان سے مروج حروف کی اشکال میں تبدیلی کی تجاویز دیں۔(۵) لیکن ان تجاویز کو روبہ عمل لانا ناممکن ہے۔ ڈاکٹر گیان چند اس معیار بندی پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> انھوں نے کئی حروف کی ترکیبی بلکہ مفرد شکل میں بھی ترمیم کی جو سفارشیں کی ہیں، مجھے اِن سے اتفاق نہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ ی اور ن کو ب گروپ کے حرفوں میں شامل کرکے ی ن لکھا جاسکتا ہے۔ اِسی طرح وہ دوسری کئی ترکیبی شکلوں کو منسوخ یا ترمیم پذیر کرنا چاہتے ہیں مثلاً وسطی اور آخری ع اور غ کے منھ کو کہ وہ بائیں سمت کے بجائے دائیں طرف کو کھولنے کی سفارش کرتے ہیں، جیسے: (بعد)، (شمع)، (نغمہ)، (بالغ)... وہ ل کی

ISSN: 2519-6332 (Print) ❄ ISSN: 2708-1915 (Online)

تحریری شکل کو اُردو حروفِ تہجی سے خارج کرنا چاہتے ہیں۔ ف اور ق اور صوری یکسانیت لانا چاہتے ہیں۔ اِن کی تجاویز دیکھ کر میرے ہوش پرّاں ہوئے جاتے ہیں۔ زندگی، زبان، تلفظ اور املا کوئی بھی پوری طرح معقولیت کے تقاضوں کو پورا نہیں کرتا۔ وہ اس طرف توجہ نہیں کرتے کہ رسمِ تحریر میں معقولیت نہیں، روایت کا سکہ چلتا ہے۔ حروف کی شکلوں میں کوئی بھی ترمیم ناقابلِ عمل ہے۔ یہ رسمِ خط مراقش سے ملیشیا تک مستعمل ہے۔ کہاں کہاں تبدیلی کی جائے گی۔ پھر قدیم و جدید تحریروں کا اب تک کا لامتناہی سرمایہ کون سا مقتدرہ یہ تبدیلیاں نافذ کرا سکے گا۔[۶]

یہ حقیقت ہے کہ مرزا خلیل بیگ کی سفارشات سے اتفاق نہیں کیا جا سکتا۔ رسم الخط کے حروفِ تہجی کی تشکیل و ترتیب اور استحکام میں صدیوں کا عرصہ درکار ہوتا ہے۔

اُردو حروفِ تہجی تشکیلی اور غیر معینہ حالت میں نہیں۔ ان ہیچ کی ایجاد و دریافت کے بعد طباعت میں بھی دشواری نہیں رہتی۔ چناں چہ اس وقت حروف میں کسی قسم کی تبدیلی انتشارِ محض کے سوا کچھ نہیں۔

اُردو رسم خط اور املا میں علمی نکات کی نسبت قبولِ عام اور چلن کی زیادہ اہمیت ہے۔

گزشتہ سطور میں دی گئی تمام تجاویز کا عملی طور پر نافذ ہونا مشکل ہے۔ نفاذ میں آسانی کو بھی سامنے رکھنا ہوتا ہے۔ چناں چہ ان تجاویز کو قبول عام حاصل نہ ہو سکا۔

اُردو رسم الخط کی ترکیبی مشکلات

اُردو رسم الخط ایک ترکیبی رسم الخط ہے۔ اِس میں حروف کی ترکیبی یا اتصالی حالت میں حروف کی کئی شکلیں بن جاتی ہیں۔ جس کی وجہ سے حروف کے جوڑ اور پیوند میں دشواری محسوس ہوتی ہے۔ اِس لیے اِس پر یہ اکثر اعتراض کیا جاتا ہے کہ اُردو حروفِ تہجی کی ترکیبی ساخت کی وجہ سے اِس کے سیکھنے میں بھی دشواری محسوس ہوتی ہے اور طباعت میں بھی مشکلات کا سامنا ہے۔ بقول شان الحق حقی :

نستعلیق کی نزاکتوں کا علم مجھے اس کی مشق کے بغیر نہ ہو سکا۔ چناں چہ اب سے چند سال پہلے میں نے "شامِ ہمدرد" کے ایک مقالے کے سلسلے میں ایک جملہ باضابطہ نستعلیق میں

ISSN: 2519-6332 (Print) ❄ ISSN: 2708-1915 (Online)

لکھ کر حاضرین میں اس کی عکسی نقلیں تقسیم کیں تو انھیں پہلی بار احساس ہوا کہ ایک ہی جملے میں ایک حرف 'ب' کی ۱۴ مختلف شکلیں ہو سکتی ہیں۔ یہی صورت ذیل کی تک بندی میں بھی ہے (جو جواہر خسروی کی اصطلاح میں "ڈھکوسلے" کی تعریف میں آتی ہے)۔

بل میں بلبل، بانس میں بطخ، بوتل میں بیل، آب میں بندر

بمبئی میں سبحان اللہ مچھلی ڈوبی بیچ سمندر

یہی کیفیت دوسرے حروف کی بھی ہے جن کی شکل اور کرسی یا نشست، کہ کس سطح سے شروع ہوں گے اور کتنی جگہ لیں گے، متعین نہیں کی جا سکتی۔ اکثر حرفِ ماقبل اور حرفِ مابعد کی مناسبت سے قلم، نشست اور صورت بدلتی رہتی ہے۔[۷]

پروفیسر محمد سجاد مرزا کے الفاظ میں: نستعلیق کی خصوصیات یہ ہیں:

۱۔ حرف چھوٹے بڑے اور اونچے نیچے ہوتے ہیں۔ مثلاً الف کھڑا ہوتا ہے اور ب پڑی ہوئی ہوتی ہے۔ جیم کا دامن یا سین کا دائرہ ان دونوں سے نیچا ہوتا ہے۔

۲۔ جب کوئی لفظ لکھا جاتا ہے تو حرف مل کر اپنی اصل شکل بالکل بدل کر کئی کئی شکلیں اختیار کرتے ہیں۔ یہ نہ صرف چھوٹی بڑی ہوتی ہیں بلکہ ان کی کرسی یعنی اونچ نیچ میں اور زیادہ فرق ہو جاتا ہے۔ مثلاً عین کو لیجیے، لفظ عالم میں ع کا صرف سر ہے اور باقی غائب معلم میں ع کا سر ہی رہتا ہے اور نہ دامن بلکہ ایک نئی شکل ہو جاتی ہے۔ مربع لکھیے تو ع کی آخر میں ایک اور نئی شکل ہو جاتی ہے مگر رقاع لکھیے تو اصلی شکل بدستور قائم رہتی ہے۔

۳۔ اس کے جوڑوں کی کرسیوں کے اختلاف کے علاوہ ایک اور دقت یہ ہے کہ اس کے جوڑ ایک ہی لفظ میں کہیں موٹے ہوتے ہیں اور کہیں پتلے اور باریک مثلاً لفظ مہتممی میں م سب سے اوپر ہے پھر ہ اس کے نیچے پھر دوسرا م اس کے نیچے پھر تیسرا م اس سے نیچے اور آخری حرف ی سب کے نیچے۔ گویا کہ ایک سیڑھی بن گئی ہے۔ اب مختلف جوڑوں اور ایک ہی حرف مثلاً م کے جوڑوں کو غور سے دیکھا جائے تو ثابت ہو گا کہ کوئی موٹا ہے اور کوئی پتلا اور باریک۔[۸]

ISSN: 2519-6332 (Print) ❄ ISSN: 2708-1915 (Online)

ملواں صورت میں اُردو کے حروف اگرچہ اکثر اپنی شکل بدلتے ہیں اور مخصوص قسم کے جوڑ اور پیوند قبول کرتے ہیں جس سے دوسرے ترکیبی رسم الخطوط کی طرح پیچیدگی پیدا ہوتی ہے۔ ترکیبی شکل میں عموماً حرف کا پہلا یا درمیانی حصہ مختصر کرکے لکھا جاتا ہے اور اِس کے ساتھ دوسرا حرف جوڑ دیا جاتا ہے۔ اِس طرح حروف کی یہ اتصالی شکلیں مفرد حروف سے کم جگہ لیتی ہیں۔ اگرچہ ایسی صورت میں رسمِ خط سیکھتے وقت ابتدا میں لازماً کچھ مشکلات پیش آتی ہیں۔ لیکن یہ کمزوری اور خامی ایک پہلو سے اِس خط کی خوبی بھی بن جاتی ہے۔ اِس خوبی کی وجہ سے اُردو رسم خط مختصر نویسی (Short Hand) کی صورت اختیار کرلیتا ہے۔ جس سے وقت، کاغذ اور جگہ کی بچت اور پڑھنے، لکھنے والے کی قوت اور توانائی کی بھی کفایت ہوتی ہے۔ عموماً ہم انگریزی کے تین جملوں کو اُردو کے ایک جملے میں سما سکتے ہیں۔ اِس طرح دیکھا جائے تو رومن رسم خط اُردو سے تین گنا زیادہ جگہ گھیرتا ہے۔ جہاں تک بدلنے والی شکلوں کی شناخت کا تعلق ہے، اِن میں ماسوا چند حروف کے عموماً ابتدائی سرے کی علامت ہوتی ہے جس کی وجہ سے حروف کو با آسانی پہچانا جاسکتا ہے۔ ب اور اِس قبیل کے چند حروف جن کی مکسور شکلوں میں اختلاف ہے، اِن کی نکتوں، شوشوں اور مرکز سے پہچان ہو جاتی ہے۔ دوسری بات یہ کہ ہم شکل حروف پر ترکیب کے یکساں قواعد کا اطلاق ہوتا ہے۔ لیکن اِس کے برعکس انگریزی رسم الخط کو دیکھیں تو ہر حرف کی کم از کم چار شکلیں بنتی ہیں۔ دو تحریری اور دو طباعتی۔ پھر کچھ حروف باہم تشابہ بھی ہیں۔ مثلاً b,d,i,l,c,e,u,v جن سے مبتدی کو شناخت میں التباس اور دشواری ہوتی ہے۔ ایک اور بات کہ رومن رسم خط کے حروف میں فصل ہوتا ہے۔ اِس لیے پڑھنے میں نظر کو خفیف سا توقف کرنا پڑتا ہے اور لکھنے وقت بھی قلم بار بار اُٹھانا پڑتا ہے۔ جہاں تک ناگری رسم الخط کا تعلق ہے، اِس میں بھی بے شمار ماترے ہیں جو رسمِ خط کا ضروری جزو ہیں۔ اِس طرح اُردو لکھنے والا اِن دونوں رسم الخطوط کی نسبت جلد لکھ سکتا ہے۔ مسٹر فرتھ نے رومن رسم الخط کی کمزوری اور عربی رسم خط کی خوبی کو اِن الفاظ میں بیان کیا ہے:

> ہمارے انگریزی حروف تہجی اور ہمارا املا مضحکہ خیز ہے اور رُسوا کن حد تک ناقص ہے۔ ذرا عربی حروف تہجی کی خصوصیات پر غور کرو۔ میرا خیال ہے کہ عربی حروف ہی صحیح معنوں میں ابجدی حروف کہلانے کے مستحق ہیں۔ یہ رسم الخط دراصل رکنی (ترکیبی ہے۔ اولاً ہر حرف کا خاص نام ہے۔ ثانیاً ہر حرف خوشنویسی کے ذریعہ فن کا مرقع بننے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ ثالثاً اور یہ سب سے اہم بات ہے۔ ہر حرف وسیع پیمانہ پر رکنی (ترکیبی) صلاحیت رکھتا ہے۔ ایک رُکنی حرف صحیح حرکت یا سکون کا مجموعہ ہوتا ہے۔ سکون یعنی عدم حرکت کا موجود ہونا، ہر لفظ کا سکون پر ختم ہونا، کسی لفظ کے آغاز میں

ISSN: 2519-6332 (Print) ❄ ISSN: 2708-1915 (Online)

سکون کا نہ آنا، در حقیقت حروف کی قدر و قیمت سمجھنے کے لیے کلید ہے اور یہ سب کچھ عربی قواعد کے مطابق ہے۔(۹)

ڈاکٹر فرمان فتح پوری لکھتے ہیں:

اُردو رسم الخط پر دوسرا اعتراض یہ ہے کہ حروف کئی کئی شکلیں بدلتے ہیں اس لیے ان کے پہچاننے اور لکھنے میں دشواری ہوتی ہے۔ یہ اعتراض بھی غور و فکر کا نتیجہ نہیں بلکہ رسم الخط کی ظاہری صورت کو دیکھ کر وارد کر دیا گیا ہے۔ اُردو میں حروف یقیناً اپنی شکلیں بدلتے ہیں مثلاً مندرجہ ذیل لفظوں کو دیکھیے:

باسط	طبیب	رباب
لباس	سامان	تسلیم
قلم	عقل	اخلاق

اِن میں ب، س اور ق کی شکلوں پر غور کیجیے۔ لفظ کے آخر میں پورا حرف آیا ہے۔ یعنی اصل شکل میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی۔ لفظ کے آغاز اور وسط میں شکل بدلی ہے۔ لیکن یہ تبدیلی دونوں جگہ اپنی سی ہے۔ گویا حروف نے صرف ایک شکل بدلی ہے۔ پھر یہ تبدیلی ایسی بھی نہیں کہ حرف پہچاننے یا اس کے بتانے میں دقت ہو۔ پچھلے صفحات میں کسی جگہ اس کی وضاحت کی جا چکی ہے کہ اُردو کے حروف۔ افراد کی حیثیت رکھتے ہیں۔ افراد اپنے چہرے سے پہچانے جاتے ہیں۔ جسم سے نہیں... یہ خیال بھی غلط ہے کہ سارے حروف شکلیں بدلتے ہیں۔ اُردو کے حروفِ تہجی میں ا د ڈ ذ ر ڑ ز ژ ط ظ و ایسے ہیں جو ہر صورت میں پورے کے پورے لکھے جاتے ہیں۔(۱۰)

رومن اور دیوناگری رسم خط کا اُردو رسم خط کے ساتھ موازنہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

انگریزی میں سب سے پہلے بچے کو اے سے لے کر زیڈ تک بڑے حروف (CAPITAL LETTERS) سکھائے جاتے ہیں حالانکہ ان کا مصرف انگریزی میں صرف اتنا ہے کہ وہ کسی اسمِ معرفہ (PROPER NOUN) اور جملے SENTENCE کے آغاز میں بالعموم استعمال ہوتے

ISSN: 2519-6332 (Print) ❄ ISSN: 2708-1915 (Online)

> ہیں۔ دو چار مقامات پر اور ان کا استعمال ہوتا ہے۔ لیکن یہ مقامات بھی اسمِ خاص اور جملے ہی کے تحت آ جاتے ہیں۔ بڑے حروف CAPITAL LETTERS کے بعد، ان حروف سے بالکل مختلف شکل کے حروف یعنی a, b, c, d, e وغیرہ بنوائے جاتے ہیں۔ حروف کی شکلیں اصل میں یہاں بدلی ہیں، پہلے حروف سے ان کا ذرا بھی تعلق نہیں ہے۔ چناں چہ جتنا وقت پہلے حروف کے سکھانے میں صرف ہوگا، اتنا ہی ان کے سکھانے میں لگے گا، لیکن بات یہیں ختم نہیں ہوتی۔ یہ حروف تو صرف لکھنے کے لیے سکھائے گئے ہیں۔ پڑھنے کے حروف ٹائپ میں مندرجہ بالا دونوں حروف سے الگ ہوں گے گویا جب تک کوئی شخص انگریزی کے چھبیس (۲۶) حروف کو تین طرح سے لکھنا پڑھنا نہ جانتا ہو، وہ انگریزی حروفِ تہجی جاننے کا دعویٰ ہی نہیں کر سکتا... انگریزی کے اکثر حروف کم از کم تین طرح اور بعض چار طرح سے لکھے جاتے ہیں۔ چناں چہ جب تک کوئی آدمی انگریزی کے چھبیس (۲۶) حروف کو اٹھتر (۷۸) شکلوں میں پہچاننا اور لکھنا نہ جانتا ہو۔ وہ انگریزی لکھنے پڑھنے کے لائق نہیں ہو سکتا... اب ذرا ناگری (ہندی) رسم الخط کو لیجیے۔ یہ سہل ترین رسم الخط سمجھا جاتا ہے۔ لیکن جو لوگ ہندی سے تھوڑی بہت واقفیت رکھتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ اس میں بعض حروف اپنی کئی کئی شکلیں بدلتے ہیں... اس لیے حروف کی شکلوں میں بعض تبدیلیوں کا سہارا لے کر اُردو رسم الخط کو ناقص بتانا کسی طرح مناسب نہیں۔ اس قسم کی دشواریاں دوسری زبانوں میں اُردو سے بھی زیادہ ہیں۔ (۱۱)

ڈاکٹر اسلم پرویز کے نزدیک:

ملنے والے حروف کے اعتبار سے اُردو حروف تہجی کی پندرہ بنیادی شکلیں اس طرح ہیں:

۱۵ ۱۴ ۱۳ ۱۲ ۱۱ ۱۰ ۹ ۸ ۷ ۶ ۵ ۴ ۳ ۲ ۱

ا ب ں ی ح د ر س ص ط ط ف ق ک ل م و ہ

اُردو طرزِ تحریر کی رو سے اُردو حروف کی ان پندرہ بنیادی شکلوں میں تین یعنی ا ط و ایسی ہیں جو ابتدائی، درمیانی اور آخری تینوں حالتوں میں جوں کی توں رہتی ہیں۔ اس لیے اب جن بنیادی شکلوں کی ابتدائی اور درمیانی صورتیں جاننے کا

ISSN: 2519-6332 (Print) ❄ ISSN: 2708-1915 (Online)

مسئلہ باقی رہ جاتا ہے وہ پندرہ سے گھٹ کر صرف بارہ ہی رہ جاتی ہیں جو اس طرح ہیں:

۱۲۱۱۱۰۹۸۷۶۵۴۳۲۱

ب ں ی ح د ر س ص ع ف ق ک ل م ہ[۱۲]

پروفیسر نعیم خیالی کے مطابق:

> اُردو تحریر و کتابت میں مختصر نویسی ایک خاص صفت ہے۔ یہ صفت اُردو حروف کی مختصر ترکیبی شکلوں سے پیدا ہوتی ہے۔ ترکیبی اَشکال کے لحاظ سے اُردو حروف کو مندرجہ ذیل گروہوں میں تقسیم کرسکتے ہیں:

۱۔ شوشہ دار: ب پ ت ٹ ث ن ي (۷)

۲۔ سرے دار: ج چ ح خ س ش ص ض ع غ ف ل ک گ م (۱۶)

۳۔ مُسلِمؔ: ا ط ظ ے بھ پھ تھ ٹھ جھ چھ دھ ڈھ رھ ڑھ کھ گھ لھ ھ نھ (۲۰)

۴۔ متغیرؔ: دڈرڑزژہ (۸)

میزان: ۵۱[۱۳]

راقم کے خیال میں ابتدائی مشقوں کے بعد حروفِ تہجی کی مکمل شکلیں لکھنا سکھایا جائے۔ اِس مقصد کے لیے لفظی ترتیب کو ملحوظ رکھنا ضروری نہیں بلکہ آسان سے مشکل اور سادہ سے پیچیدہ کا اصول پیشِ نظر رکھا جائے۔ کیوں کہ ابتدائی مرحلہ میں نقطے، سیدھی، ٹیڑھی، عمودی لکیریں، دائرہ، نیم دائرہ وغیرہ بچے سیکھ چکے ہوتے ہیں، اِس لیے اِس لحاظ سے اُردو حروفِ تہجی کے مندرجہ ذیل گروہ بنائے جاسکتے ہیں۔

(i) کھڑی لکیر / عمودی خط: ا م

(ii) پڑی لکیر / افقی خط: ب پ ت ٹ ث ف ے

(iii) عمودی خط / افقی خط: ک گ

(iv) ترچھی لکیر / ترچھا خط: ر ز ژ

ISSN: 2519-6332 (Print) ❄ ISSN: 2708-1915 (Online)

(v) نیم دائرہ: د ذ

(vi) نیم دائرہ (دامن نما): ن ل ق ی

(vii) دندانہ اور دائرہ: س ش

(viii) ہلالی دائرہ: ج چ ح خ ع غ

(ix) آنکھ (یک چشمی حروف): ص ض ط ظ ٹ، ڈ ڑ

(x) دو چشمی ھ: بھ، پھ، تھ، ٹھ، جھ، چھ، دھ، ڈھ، رھ، ڑھ

اُردو میں ساقطوں کا اعتراض

اُردو رسم الخط پر یہ بھی اعتراض کیا جاتا ہے کہ اِس میں بہت سے حروف لکھے تو جاتے ہیں لیکن آواز نہیں دیتے۔ اِس طرح ساقطوں کا زیادہ ہونا تحریر و تقریر میں دشواری پیدا کرتا ہے۔ لسانی ماہرین نے دوسرے رسم الخطوط کے ساتھ موازنہ کرتے ہوئے دلائل و براہین سے اِس اعتراض کا دفاع کیا ہے۔ پروفیسر طاہر فاروقی لکھتے ہیں :

عربی کے ال اور فارسی کے واو معدولہ کے لیے تو قاعدے مقرر ہیں۔ اس کے مقابلہ میں انگریزی الفاظ کو دیکھیے تو اِن میں کتنے ہی خاموش حروف نظر آتے ہیں جو قطعی بے ضرورت ہوتے ہیں اور اُن کے لیے کوئی قاعدہ بھی نہیں ہوتا۔ (۱۴)

پروفیسر محمد معین الدین دردآئی لکھتے ہیں:

> اُردو پر یہ اعتراض ہے کہ اِس میں اکثر الفاظ کے اندر غیر ضروری ساکن حرف آجاتے ہیں۔ مثلاً خواہش، خود، خواجہ وغیرہ میں و محض غیر ضروری اور ساکن ہے۔ اولاً تو اُردو میں اس طرح کے لفظ بہت کم گویا نہیں کے برابر ہیں۔ لیکن اگر دنیا کی دوسری بہت سی ترقی یافتہ اور معیاری زبانوں مثلاً انگریزی، عربی، فرانسیسی، امریکن کا جائزہ لیا جائے تو ہمیں معلوم ہو گا کہ اِس طرح کے ساکن حروف کی اِن میں بھی کمی نہیں ہے۔ مثلا (نائٹ)Right, Thought, Night میں g h ساکن ہیں۔ یہ نمونۃً مثال دی ہے ورنہ اس طرح کے ہزاروں الفاظ انگریزی، فرانسیسی اور امریکی زبانوں میں موجود ہیں۔ امریکن زبان کی اصلاح کرنے والوں نے اس طرح کے ساکن حروف کو اُڑا دینے کی کوشش کی

ISSN: 2519-6332 (Print) ❄ ISSN: 2708-1915 (Online)

لیکن کامیاب نہ ہو سکے۔ ان باتوں کو مدِ نظر رکھتے ہوئے ہم سمجھتے ہیں کہ اُردو لفظ میں ساکن حروف کی موجودگی کوئی ایسا نقص نہیں ہے، جو برداشت نہ کیا جا سکے۔[۱۵]

پروفیسر محمد نعیم اللہ خیالی کے مطابق:

اُردو تہجی کی ترکیب میں ساقطے (Elisions Silent) اور حروف معدولہ یا غیر ملفوظی صرف چار ہیں۔ تین تو ایک طرح سے بنیادی مصوتے ہیں یعنی (او ی) اور صرف ایک مصمتہ (ل) ہے یہ ساقط الصوت حروف ہیں جو بعض الفاظ کی ترکیب میں لکھے تو جاتے ہیں مگر پڑھنے میں ان کی آواز ادا نہیں کی جاتی ہے۔ ان میں سب الف و لام شمسی اور الف وصل جو عربی ڈھنگ کے چند مفرد الفاظ یا فقرۂ اضافی۔ جری یا توصیفی میں یا کچھ فارسی کے مخصوص الفاظ میں ساقط الصوت ہو جاتے ہیں جیسے (بالکل۔ عظیم الشان، دارالحکومت، صلوٰۃ، توریت، خود، تنخواہ، خواب وغیرہ) وہ بھی لسانیاتی اعتبار سے افادیت سے خالی نہیں۔ اس سقوطوں کے باوجود الفاظ کے بولنے میں نقل صوتی اور لکھنے میں اصلیت سے دوری نہیں پیدا ہوتی۔ اس طرح قرأت خوش آہنگ و فصیح اور لغت محفوظ رہتی ہے۔ تلفظ کا یہ نکتہ اُردو جیسی مخلوط اللغات زبان کے عین مناسب ہے۔ یہ حفظ لُغت یعنی ساقطوں اور معدولات کی مکتوبی شکل کا اُردو میں برقرار رہنا لسانیات کے طالبِ علم و محقق کے لیے بہت کام کی چیز ہے اور لفظ کے ماخذ کی نشاندہی کو آسان بناتی ہے۔[۱۶]

جیسا کہ مندرجہ بالا سطور میں تصریح کی گئی کہ اُردو میں ساقطوں کی کثرت نہیں ہے اور جو موجود ہیں۔ اِس کے برعکس انگریزی کی مثال لیں تو اِس میں حروف کے ساقط ہونے کا کوئی قاعدہ مقرر نہیں۔ کبھی حرف آغاز میں ساکن آ رہا ہے، کبھی درمیان میں، کبھی آخر میں اور وہ بھی حروف کی کوئی تخصیص نہیں۔ مثلاً write, knowledge، Psychology کے آغاز میں listen, foreign, descent کے درمیان میں اور column, autumn, muscle آخر میں ساقط آ رہے ہیں۔ یہاں حروف کی بھی کوئی تخصیص نہیں کہ کون سے حروف ساکن ہوتے ہیں۔ اِس لیے اُردو کو موردِ الزام ٹھہرانا درست نہیں بلکہ کئی دوسری زبانوں میں ساقطوں کے باب ہیں۔ اُردو کی نسبت کہیں زیادہ مشکلات ہیں۔

ISSN: 2519-6332 (Print) ❄ ISSN: 2708-1915 (Online)

ماحصل

کسی زبان کے حروفِ تہجی کا نظام یا اس کا رسم الخط ایسا نہیں کہ دنیا کی ہر زبان کی آوازوں کی مکمل نمائندگی کر سکے۔ اس لیے کہ جغرافیائی کیفیات آلات نطق اور لب و لہجہ پر اثر انداز ہوتی ہیں۔ مظفر علی سیّد لکھتے ہیں:

> جیسا کہ معلوم ہے، صوتیاتی انجمن نے تلفظ آموزی کے سوا کسی دوسرے مقصد کے لیے اپنے علامتی نظام کو استعمال کرنے کی سفارش نہیں کی کہ صوت نگاری کی علامتیں اتنی پیچیدہ اور روزمرہ استعمال کے لیے اتنی زیادہ ہیں کہ عام سطح پر مقبول نہیں ہو سکتیں اور یہی فیصلہ برنارڈ شاہ کی موت کے بعد عدالت کو بھی کرنا پڑا تاکہ مرحوم کے ترکے کا ایک بڑا حصہ جو ان کے صوتیاتی عددی نظام کی ترویج کے لیے وقف کیا گیا تھا۔ اس بے حاصل مقصد پر ضائع نہ چلا جائے۔[۱۷]

زبان میں چلن کی بھی بڑی اہمیت ہے۔ اس سے کسی بڑے فائدے کی توقع نہ ہو زبان کے معاملے میں ہمیں عملی آسانی کو صوتیاتی اور سائنسی صحت پر مقدم رکھنا چاہیے۔ انگریزی رسم الخط بھی اُردو سے کچھ کم غیر سائنسی نہیں۔ اگر انگریزی حرف و صوت کی عدم مطابقت اور اتنی کمزوریوں کے باوجود ترقی کر رہی ہے تو اُردو کیوں نہیں کر سکتی۔

ترکی نے ۱۹۲۸ء میں عربی رسم الخط ترک کر کے رومن رسم الخط اختیار کیا۔ اس سے انھیں وہ علمی وادبی نقصان اٹھانا پڑا کہ باوجود حکومت کے وعدے اور سرپرستی کے آج تک تھوڑا سا قدیم سرمایہ بھی نئے رسم الخط میں منتقل نہیں کیا جا سکا اور نئی نسل اپنی تاریخ کے بڑے حصے سے بے بہرہ ہو گئی۔ اس کی زندہ مثال قرآں کو اصل ماخذ کے بجائے صرف ترجمہ پڑھنا ہے۔

یہی حال کم و بیش انڈونیشیا کا ہے اسی طرح قدیم مصر اور ایران نے عربی رسم الخط قبول کیا، جس کی وجہ سے ایرانی مذہب وادب اور قدیم مصری تہذیب اوراق گم گشتہ ہو گئی۔ یہی اسباب تھے، جن کی بنا پر امریکی ماہرین تعلیم کے مشورے کے باوجود جاپانیوں نے رومن رسم الخط اختیار کرنے سے انکار کر دیا۔

یہ بھی اعتراض کیا جاتا ہے کہ اُردو ہند آریائی کی زبان ہے اور اس کا رسم الخط سامی الاصل ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ خط اپنی اصل کے اعتبار سے سامی الاصل اور عربی ہے۔ عربی سے اسے فارسی نے لیا اور فارسی سے اُردو نے۔ لیکن اب یہ تارید کے عمل سے گزر کر اردو زبان کی طرح اپنی آزادانہ اور مستقل حیثیت اختیار کر چکا ہے۔ ہاں اخذ

ISSN: 2519-6332 (Print) ❄ ISSN: 2708-1915 (Online)

واستفادے کا عمل تو در حقیقت علمی ترقی کی معراج ہے۔

اردو رسم الخط ہماری دینی و دنیاوی دونوں ضروریات پوری کرتا ہے۔ یہ وہی رسم الخط ہے جو قرآن کا ہے۔ دینی علوم کا کثیر سرمایہ اُردو، فارسی اور عربی میں محفوظ ہے۔ اس لیے عربی رسم الخط سے ہمارا رشتہ صرف تقدیس واحترام کا نہیں بلکہ علمی اور افادی بھی ہے۔ رسم الخط بدلنے سے ہم اپنی دینی اساس سے دور ہو جائیں گے اور فکری و مذہبی سرچشموں کے سوتے خشک ہو جائیں گے۔ تقریباً ہر مسلمان بچہ قرآن خوانی کے لیے اس رسم الخط کو سیکھتا ہے۔ دوسری اساس ادبی اور تہذیبی ہے۔ اس رسم الخط میں تبدیلی یا تنسیخ سے ہماری آئندہ نسلیں اپنے گراں مایہ ادبی، مذہبی، علمی اور فنی سرمائے سے محروم ہو جائیں گی۔ ایک اور پہلو جو ہماری قومی یکجہتی کے اعتماد سے اہم ہے وہ یہ کہ تمام پاکستانی زبانوں کا رسم الخط عربی ہے اور رسم الخط کی یہ یک رنگی ہماری قومی یکجہتی اور اتحاد کی علامت ہے۔

ایسی حالت میں جب لاکھوں کی تعداد میں علم وادب کی کتب جو غیر مطبوعہ اور مخطوطوں کی حالت میں مدفون ہیں۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ ماضی کے اس تمام ورثے کو نئے رسم الخط میں منتقل کر دیا جائے اور یہ بھی ممکن نہیں کہ اتنا بڑا خزانہ پھر سے جمع ہو جائے۔ رسم الخط کی تبدیلی کا مطلب اپنے گزشتہ سارے علمی ورثے سے دست بردار ہو کر ایک تہی دامن اور بے سروسامان قوم کی حیثیت سے اپنے نئے سفر کا آغاز کرنا ہے اور وہ بھی اس تیز رفتار علمی اور سائنسی ترقی کے زمانے میں جب ایک لمحے کی تاخیر صدیوں کی مسافت بڑھا دیتی ہے۔

حواشی

۱۔ ڈاکٹر ابواللیث صدیقی، ”ادب ولسانیات“، (کراچی: اُردو اکیڈمی سندھ، ۱۹۷۰ء)ص ۳۵۰۔۳۵۳

۲۔ پروفیسر سید محمد سلیم، ”اُردو رسم الخط“، (اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۸۱ء)، ص ۹۴

۳۔ ڈاکٹر ابو محمد سحر، ”اُردو رسم الخط اور املا، ایک محاکمہ“، (بھوپال: مکتبہ ادب، ۱۹۹۹ء)، ص ۱۹

۴۔ ڈاکٹر مرزا خلیل بیگ، ”لسانی تناظر“، (نئی دہلی: باہری پبلی کیشنز، ۱۹۹۷ء)، ص ۲۹۱

۵۔ ایضاً، ص ۲۶۸۔۲۹۵

۶۔ ڈاکٹر گیان چند، ”لسانی جائزے، مغربی پاکستان“، (لاہور: اُردو اکیڈمی، ۲۰۰۵ء)، ص ۲۲۷۔۲۲۸

۷۔ شان الحق حقی، ”لسانی مسائل ولطائف“، (اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۹۶ء)، ص ۱۸۔۱۹

۸۔ پروفیسر سجاد مرزا، ”اُردو رسم الخط، مختصر تاریخ معہ تجاویز اصلاح، مشمولہ، اُردو رسم الخط (انتخاب مقالات)“، مرتبہ شیما مجید، (اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۸۹ء)، ص ۱۶۸

۹۔ ایل آر فارتھ (L. R. Firth)، *Papers on Linguistics*، (لندن: اوکسفرڈ پریس، ۱۹۵۷ء)، ص ۱۲۵

ISSN: 2519-6332 (Print) ❄ ISSN: 2708-1915 (Online)

۱۰۔ ڈاکٹر فرمان فتح پوری، ''تدریسِ اُردو''، (اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۲۰۰۴ء)، ص۸۷۔۸۸

۱۱۔ ایضاً، ص۶۰۔۶۲

۱۲۔ ڈاکٹر اسلم پرویز، ''اُردو رسم الخط کا ساختی تجزیہ''، مطبوعہ ماہنامہ ''اخبار اُردو'' اسلام آباد، (اگست ۱۹۸۹ء)، ص۲

۱۳۔ نعیم خیالی، ''اُردو کی بین الاقوامی حیثیت''، (اتر پردیش: ادارہ لسانیات، قاضی پورہ بمراءچ، ۱۹۸۲ء)، ص۱۰۶

۱۴۔ پروفیسر طاہر فاروقی، ''ہماری زبان، مباحث و مسائل''، (انجمن ترقی اُردو پاکستان، ۱۹۹۶ء)، ص۷۹

۱۵۔ پروفیسر محمد معین الدین دردائی، ''لسانی مطالعے''، (لاہور: مجلس دانشوراں، ۱۹۷۰ء)، ص۶۴۔۶۵

۱۶۔ محمد نعیم خیالی، ''اُردو کی بین الاقوامی حیثیت''، (ادارہ لسانیات، قاضی پور بہرائچ یو۔پی، ہند، ۱۹۸۲ء)، ص۸۰۔۸۱

۱۷۔ مظفر علی سید، ''حرف وصوت کارشتہ'' (مضمون) مشمولہ املا اور موزا و قاف کے مسائل مرتبہ اعجاز راہی، مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد، ۱۹۹۵ء، ص۹۶

ماٰخذ

۱۔ بیگ، مرزا خلیل، ڈاکٹر، ''لسانی تناظر''، نئی دہلی: باہری پبلی کیشنز، ۱۹۹۷ء

۲۔ چند، گیان، ڈاکٹر، ''لسانی جائزے، مغربی پاکستان''، لاہور: اُردو اکیڈمی، ۲۰۰۵ء

۳۔ حقی، شان الحق، ''لسانی مسائل و لطائف''، اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۹۶ء

۴۔ خیالی، نعیم، ''اُردو کی بین الاقوامی حیثیت''، اتر پردیش: ادارہ لسانیات، قاضی پورہ بمراءچ، ۱۹۸۲ء

۵۔ دردائی، محمد معین الدین، پروفیسر، ''لسانی مطالعے''، لاہور: مجلس دانشوراں، ۱۹۷۰ء

۶۔ سحر، ابو محمد، ڈاکٹر، ''اُردو رسم الخط اور املا: ایک محاکمہ''، بھوپال: مکتبہ ادب، ۱۹۹۹ء

۷۔ سلیم، سیّد محمد، پروفیسر، ''اُردو رسم الخط''، اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۸۱ء

۸۔ سیّد، مظفر علی، ''حرف وصوت کارشتہ'' مشمولہ ''املا اور موزِ او قاف کے مسائل'' مرتبہ اعجاز راہی، اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۹۵ء

۹۔ صدیقی، ابو اللیث، ''ادب و لسانیات''، کراچی: اُردو اکیڈمی سندھ، ۱۹۷۰ء

۱۰۔ فارتھ، ایل آر (Firth, L. R.)، *Papers on Linguistics*، لندن: اوکسفرڈ پریس، ۱۹۵۷ء

۱۱۔ فاروقی، طاہر، پروفیسر، ''ہماری زبان، مباحث و مسائل''، کراچی: انجمن ترقی اُردو پاکستان، ۱۹۹۶ء

۱۲۔ فتح پوری، فرمان، ڈاکٹر، ''تدریس اُردو''، اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۲۰۰۴ء

۱۳۔ مرزا، سجاد، پروفیسر، ''اُردو رسم الخط: مختصر تاریخ معہ تجاویز اصلاح''، مشمولہ ''اُردو رسم الخط (انتخاب مقالات)''، مرتبہ شیما مجید، اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۸۹ء

رسائل و جرائد

۱۔ ماہنامہ ''اخبار اُردو'' اسلام آباد، اگست ۱۹۸۹ء